آداب اسلامیہ

تحریر: ام عبد منیب حفظہا اللہ

ماہ ذوالحجہ کے فضائل اور اس میں کیئے جانے والے اعمال

ذوالحجہ قمری تقویم کا بارہواں اور آخری مہینہ ہے۔ چونکہ اس ماہ مبارک میں حج جیسا عظیم فریضہ انجام دیا جاتا ہے، اس لئے اس کا نام حج ہی کی مناسبت سے مشہور و معروف ہے۔

یوں تو ہر مہینہ اور ہر دن اللہ تعالیٰ نے ہی تخلیق کیا اور ہمہ وقت اس کی اطاعت کے اندر رہنا ہر انسان پر لازم ہے لیکن رب کریم نے بعض ایام کو اور بعض اوقات کو اپنی خاص عبادات کیلئے مقرر کیا ہے، جس کا ایک مقصد یہ ہے کہ کسی ایک خطے کے مسلمان ایک ہی وقت اور ایک ہی دن میں عبادات ادا کریں اور ان میں باہم اتفاق، اتحاد اور یگانگت کی فضا قائم رہے۔ ذوالحجہ کے بہت سے فضائل ہیں جن کا ہم یہاں ذکر کریں گے۔

حج جیسی عظیم عبادت کا مہینہ: حج کی عظیم عبادت اس وقت شروع ہوئی جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے ساتھ مل کر بیت اللہ کی تعمیر کی۔ تعمیر کے بعد رب العزت نے فرمایا:

﴿وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ﴾ (سورہ الحج: ۲۷) ''ہم نے حکم دیا کہ (دنیا میں) حج کی پکار بلند کردو، لوگ تمہاری طرف دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے ان میں پیادہ بھی ہوں گے اور وہ بھی جنہوں نے مختلف قسم کی سواریوں پر دور دراز مقامات سے قطع مسافت کی ہوگی۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کو حج کیلئے پکارا اور اس پکار کی بازگشت آج بھی فضاؤں میں زندہ و پائندہ ہے اور قیامت تک رہے گی، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر سال لاکھوں کی تعداد میں لوگ لبیک لبیک کہتے اس گھر کی طرف کشاں کشاں چلتے آتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے اہل و عیال نے اطاعت الٰہیہ کا جو جو انداز اپنایا، اللہ تعالیٰ کو وہ اتنا پسند آیا کہ اس کو ہمیشہ کیلئے اپنی عظیم اور اہم عبادت حج کا حصہ بنا دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد آپ کی اولاد اور اہل مکہ کے علاوہ بہت سے اطراف کے لوگ بھی حج ادا کرتے رہے، رفتہ رفتہ

ین ابراہیمی میں جہاں اور بگاڑ پیدا ہوئے وہاں مناسک حج میں بھی بہت سے بگاڑ پیدا کر دیئے گئے۔ مثلاً بیت اللہ شریف میں بتوں کا رکھنا، دیواروں پر انبیاء علیہم السلام کی تصاویر بنانا، تیروں سے فال نکالنا، صفا و مروہ پر بتوں کا نصب کرنا، مجاوروں کا نذرانے وصول کرنا، اپنے ذاتی دشمنوں کو حج و عمرہ اور کعبہ میں نماز ادا کرنے سے روکنا، تلبیہ میں شرکیہ الفاظ شامل کرنا، وغیرہ۔ ستم یہ کہ ذوالحجہ کا وہ مہینہ جس میں حج فرض قرار دیا گیا اس کی جگہ اپنے ذاتی مفادات کے پیش نظر...... بارہ مہینوں کی ترتیب بدل کر ذوالحجہ کو کسی اور مہینے کی جگہ پر لے جانے کا طریقہ جاری کیا گیا، جسے ''نسیئی'' کہا جاتا تھا۔

فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ابراہیمی ملت کے مطابق بیت اللہ شریف کی حرمت کو بحال کیا، حجۃ الوداع بعثت کے بعد آپؐ کا سب سے پہلا اور آخری حج تھا۔ آپ نے اس موقع پر جو خطبہ دیا، اس میں فرمایا:

''دیکھو زمانہ گھوم پھر کر اسی نقشہ پر آ گیا ہے جس پر اللہ نے زمین اور آسمان پیدا کئے تھے، دیکھو ایک سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے، اس میں چار مہینے حرمت والے ہیں، تین تو لگاتار ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور چوتھا (قبیلہ) مضر کا رجب (مضر اس کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے) جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان ہوتا تھا۔'' (صحیح بخاری)

غرض یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حج ٹھیک ان دنوں میں کیا جن دنوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حج مشروع قرار دیا اور ابراہیم علیہ السلام نے حج ادا کیا تھا۔ اس کے بعد ہمیشہ کیلئے حج کے اس باطلانہ طریقے یعنی ''نسیئ'' کو ختم کر دیا گیا۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا النَّسِیٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْكُفْرِ یُضَلُّ بِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّیُوَاطِئُوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ زُیِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ﴾ (سورۃ التوبہ: ۳۷) ''مہینوں میں تقدیم و تاخیر کفر کے زمانہ کی زیادتی ہے اس سے کافر لوگ گمراہی میں پڑے رہتے ہیں، ایک سال تو انہیں حلال کر لیتے ہیں اور دوسرے سال حرام تاکہ حرمت کے مہینوں کی گنتی پوری کر لیں جو اللہ ہی نے مقرر کئے ہیں اور تاکہ جو اللہ نے منع کیا ہے اس کو جائز کر لیں، ان کے بداعمال انہیں اچھے دکھائی دینے لگتے ہیں۔''

ذوالحجہ حرمت والا مہینہ: صحیح بخاری، باب الخطبۃ ایام منی، کتاب الحج میں اس مہینے کا نام شَهْرٌ حَرَامٌ آیا

ہے، جس کا مطلب ہے حرمت والا مہینہ۔ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی طرف سفر اور حج وعمرہ کیلئے آنے والوں کی سہولت اور حفاظت کیلئے سال میں چار مہینوں کو حرمت والا قرار دیا اور ان میں جنگ کرنا اور لوٹ مار کرنا خصوصی طور پر منع ٹھہرایا۔ یہ چار مہینے مندرجہ ذیل ہیں: ''ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، رجب''

پہلے تین مہینے مسلسل ہیں تاکہ حج کا ارادہ کرنے والے حج کے مہینے سے ایک ماہ قبل اور ایک ماہ بعد ہر طرح سے امن وامان میں رہیں۔ رجب سال کے تقریباً درمیان میں آتا ہے تاکہ عمرہ کرنے والے امن وامان سے سفر کر کے مکہ مکرمہ آسکیں۔

یاد رہے کہ اسلام میں جنگ وجدال اور لوٹ مار عام ایام میں بھی ممنوع ہے البتہ اگر کسی ملک یا قوم پر اپنے دفاع یا استحقاق کی بنیاد پر مسلمانوں کو حملہ کرنا پڑ جائے تو وہ حرمت والے مہینے میں اس کی ابتداء نہیں کر سکتے، اگر دشمن حملہ کر دے تو بچاؤ کیلئے وہ جوابی کارروائی کر سکتے ہیں، اس کی کوئی ممانعت نہیں بلکہ جوابی کارروائی کرنا لازمی ہے۔

اَشۡهُرٌ مَّعۡلُوۡمَاتٌ میں سے ایک: قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلۡحَجُّ اَشۡهُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ فَمَنۡ فَرَضَ فِيۡهِنَّ الۡحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوۡقَ وَ لَا جِدَالَ فِى الۡحَجِّ﴾ (سورۃ البقرہ: ۱۹۷) ''حج کے مہینے معلوم ومعروف ہیں، پس جس نے ان میں حج کا ارادہ کر لیا تو اس کو ہر قسم کی بے حیائی اور رب کریم کے احکام کی نافرمانی اور جھگڑے سے اجتناب کرنا چاہیے۔''

مراد یکم شوال سے ۱۰ ذوالحجہ تک کی مدت ہے، حج کا احرام اسی مدت کے اندر اندر باندھا جاسکتا ہے اگر کوئی اسے پہلے باندھے تو وہ ناجائز یا مکروہ ہوگا البتہ عمرہ کا احرام اس سے پہلے بھی باندھا جاسکتا ہے۔ (تیسیر القرآن، جلد اول، تفسیر آیت مذکورہ)

عمرہ کا مہینہ: اس ماہ میں حج کی ادائیگی کے علاوہ عمرہ بھی کیا جاتا ہے۔ حج اور عمرہ ایک ساتھ بھی کیے جاسکتے ہیں ایسے حج کو حج ''تمتع'' کہتے ہیں جبکہ حج سے الگ بھی عمرہ کیا جاتا ہے۔

حج اکبر: یاد رہے کہ اہل عرب عمرہ کو ''چھوٹا حج'' یا ''حج اصغر'' کہتے ہیں جب کہ حج کو ''حج اکبر'' یا ''بڑا حج'' کہتے ہیں۔ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ حج اکبر وہ ہے جو جمعہ کے روز آئے یہ ایک بے سند بات ہے۔

عیدالاضحیٰ کا مہینہ: یہ وہ مہینہ ہے جس کی ۱۰ تاریخ کو اہل اسلام عیدالاضحیٰ مناتے ہیں یعنی قربانی کی عید۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ آئے تو ان کے ہاں دو دن مقرر تھے جن میں وہ کھیلتے اور خوشیاں مناتے۔ آپؐ نے ان کے بارے میں دریافت فرمایا۔ عرض کیا گیا! ہم جاہلیت کے زمانے سے یہ دن مناتے چلے آرہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے بہتر دو دن عطا کئے ہیں عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ۔'' (سنن ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ:۱۱۳۴۔ باب صلوٰۃ العیدین)

ان دو عیدوں کے علاوہ اسلام میں کوئی دن، کوئی جشن یا کوئی یادگار منانا درست نہیں بلکہ ایسا کرنے والے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے آگے بڑھنے کی جسارت کرتے ہیں۔ چنانچہ شب برات، شبِ معراج، یوم عاشورہ، عید میلا دالنبیؐ، کسی شخص کا یوم پیدائش یا یوم وفات منانا مثلاً اقبال ڈے، قائداعظم ڈے وغیرہ...... کسی انقلاب کی یاد منانا مثلاً یوم آزادی، یوم دفاع، یوم تکبیر، یوم مئی...... غیر مسلموں کے تہوار منانا مثلاً کرسمس، ایسٹر، جشن بہاراں، بسنت، جشن نوروز، دیوالی، ہولی، ویلنٹائن ڈے، نیوائیر ڈے...... نیز عرس منانا اور میلے لگانا شادی بیاہ اور موت کی رسومات کو باقاعدہ جشن کا رنگ دینا اسلام میں ان سب کی کوئی گنجائش نہیں۔

تکمیل دین کا مہینہ: یہ وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں وہ اہم آیت نازل ہوئی جو نعمتِ دین کی تکمیل کے اعلان پر مشتمل ہے:

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ (المائدہ:۳) ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور اسلام کو بطور دین تمہارے لئے پسند کیا۔''

ایک یہودی نے سیدنا عمرؓ سے کہا! اے امیر المؤمنین تمہاری کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے رہتے ہو اگر وہ آیت ہم یہود پر اترتی تو ہم اس دن کو (جس دن یہ آیت اتری) عید کا دن ٹھہرا لیتے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: وہ کون سی آیت ہے؟ یہودی نے کہا یہ آیت ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ......﴾ عمرؓ نے جواب دیا: ہم اس دن کو خوب جانتے ہیں اور اس جگہ کو بھی جس پر یہ آیت اتری۔ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر جمعہ کے دن اتری جب آپؐ عرفات میں کھڑے تھے۔ (صحیح بخاری)

سیدنا عمرؓ کی مراد یہ تھی کہ یوم عرفہ بھی ہر سال آتا ہے اور عید سے مراد بار بار آنے والا اور منایا جانے والا دن ہے جب کہ جمعہ کو بھی رسول اللہ ﷺ نے اہل اسلام کیلئے یوم العید فرمایا ہے۔ لہٰذا ہم اس روز ہر جمعہ کو اور ہر سال بعد یوم عرفہ کی صورت ایک طرح کی عید ہی مناتے ہیں۔

قربانی کا مہینہ: یہ وہ مہینہ ہے جس میں دنیا بھر کے مسلمان اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے قربانی کرتے ہیں۔ قربانی کے چار دن مشروع ہیں ۱۰ ذوالحجہ سے ۱۳ ذوالحجہ تک۔

۱۰ ذوالحجہ قربانی کا پہلا دن ہے جو حجاج کرام کیلئے یوم النحر کے نام سے معروف ہے اور دنیا کے دیگر تمام مسلمانوں میں یوم الاضحیٰ...... کہلاتا ہے۔ ۱۱ سے ۱۳ ذوالحجہ تک کے دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔

قربانی کا مقصد ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کے جذبہ اطاعت اور کمال عبادت کو اپنے ایمان کا حصہ بنانا اور حکم الٰہیہ پر اپنے مال کے ذریعے خون بہانا ہے۔ قربانی کا جانور خوب موٹا تازہ، بھرپور جوان، تندرست اور بے عیب ہونا چاہیے۔ کانا، بھینگا، لنگڑا، سینگ کٹا ہوا، کان چرا ہوا یا زخمی نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے قربانی دینا ہو وہ یکم ذوالحجہ سے لے کر قربانی ذبح ہونے تک اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔'' (صحیح مسلم: ۱۹۷۷)

ایام تشریق کا مہینہ: ۱۱ ذوالحجہ سے ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک کے دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ یوم الاضحیٰ کے علاوہ ان دنوں میں بھی قربانی کی جا سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**أيام التشريق أيام أكل و شرب و ذكر الله تعالى**) ''ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔'' (صحیح مسلم)

لہٰذا ان ایام میں روزہ رکھنا درست نہیں، البتہ وہ حاجی جسے قربانی میسر نہ ہو وہ قربانی کے بدل کے طور پر (فدیہ میں) ۱۱ سے ۱۳ ذوالحجہ تک کا روزہ رکھے گا اور حج سے واپس آ کر سات روزے بعد میں رکھے گا۔

تسبیح وتہلیل اور تکبیر وتحمید کرنا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ يَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ﴾ (الحج: ۲۸) ''ان (ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں) میں اللہ کا نام بلند کریں۔''

عبداللہ بن عباسؓ نے بیان فرمایا کہ اس آیت میں ایام معلومات سے مراد ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں۔ (صحیح بخاری) یوں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر روز اور ہر وقت ہی کرتے رہنا چاہیے لیکن ان ایام کی فضیلت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان دس دنوں میں ذکر کرنے کا خاص حکم دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ان دنوں میں جو بھی عمل کیا جائے باقی دنوں

کے مقابلے میں زیادہ پیارا ہے۔لہٰذا ذوالحجہ کے پہلے عشرہ اور ایام تشریق میں اللہ تعالیٰ کے ذکر، تسبیح تہلیل اور تحمید و تکبیر پر مشتمل مسنون الفاظ سے اپنی زبان کو تر رکھنا چاہیے۔

یوم عرفہ: یوم عرفہ حجاج کرام کیلئے بڑی فضیلت کا دن ہے، اس روز عرفات میں وقوف کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ یوم عرفہ سے زیادہ اپنے بندوں کو جہنم سے رہائی دے۔'' (صحیح مسلم: ۹/۱۱۷) اس دن اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے اہل عرفات پر فخر کرتا ہے اور فرشتوں کو گواہ بنا کر کہتا ہے میں نے ان سب کو بخش دیا۔ (شرح السنہ از بغوی: ۱۹۳۱)

عرفہ کا روزہ: جو مسلمان حج نہیں کر رہا اس کیلئے یوم عرفہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: ''مجھے اللہ تعالیٰ سے یہ امید ہے کہ اس دن کا روزہ رکھنا گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔'' (صحیح مسلم)

نیک اعمال کی فضیلت پہلے عشرہ ذوالحجہ میں: ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں کے مقابلے میں دوسرے کوئی ایام ایسے نہیں جن میں نیک عمل اللہ کو ان دنوں سے زیادہ محبوب ہو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں سوائے اس مجاہد کے جو اپنی جان اور مال لے کر نکلا اور پھر کسی چیز کے ساتھ واپس نہیں آیا۔'' (بخاری)

امتیازی شان: حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: عشرہ ذوالحجہ کی امتیازی شان کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں بنیادی عبادات، نماز، روزہ، صدقہ، حج سب اکٹھی ہو جاتی ہیں اور وہ ان دنوں کے علاوہ کسی اور دن میں اکٹھی نہیں ہوتیں۔ یاد رہے کہ رمضان، شب قدر اور رمضان کے آخری عشرے کی فضیلت قرآن حکیم اور احادیث میں تفصیل کے ساتھ واضح ہے لہٰذا ذوالحجہ کے ایام کی فضیلت کو رمضان کی فضیلت پر مقدم نہیں کرنا چاہیے۔ مندرجہ بالا حدیث سے مراد یہ ہے کہ سال کے دیگر عام ایام کے مقابلے میں ان ایام میں کیئے ہوئے نیک اعمال اجر میں فضیلت رکھتے ہیں۔ اس حدیث کے پیش نظر آیئے دیکھیں ہمیں کون کون سے نیک عمل کرنے چاہئیں۔

تکبیریں کہنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان دس دنوں (ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں) کے مقابلے میں

دوسرے کوئی ایام ایسے نہیں جن میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ درجے والا ہو۔ لہٰذا ان دنوں میں کثرت سے اللہ کی وحدانیت، اللہ کی بڑائی اور اللہ کی حمد بیان کرو۔" (مسند احمد: ۲/۵/۷/۱۳۱) اس حدیث میں تہلیل سے مراد اللہ کے ایک ہونے کا ذکر کرنا ہے۔ مثلاً لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کہنا۔ تکبیر سے مراد اللہ کی بڑائی بیان کرنا ہے، جیسے اَللّٰهُ اَكْبَرُ (اللہ بہت بڑا ہے) حمد بیان کرنے سے مراد اَلْحَمْدُ لِلّٰه (تعریف اللہ ہی کیلئے) ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے لے کر نو ذوالحجہ تک جو تکبیریں کہی جاتی ہیں انہیں تکبیر مطلق کہتے ہیں جب کہ ۱۰ ذوالحجہ سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ تک کی تکبیروں کو تکبیر مقید کہتے ہیں۔ تکبیر کہنے کیلئے مندرجہ ذیل الفاظ مروی ہیں:

(اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ) "اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کیلئے تعریف ہے۔" (اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا) "اللہ بہت ہی بڑا ہے، اور اللہ کیلئے بہت زیادہ حمد ہے اور اللہ ہی کی صبح اور شام کے وقت تسبیح ہے۔" (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ) "اللہ پاک ہے اور اللہ کے لئے تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، اور اللہ ہی کیلئے تعریف ہے۔"

ان الفاظ کی سند سب سے زیادہ صحیح ہے۔

صحابہ کرامؓ اور اسلاف ان ایام میں تکبیریں کہنے کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ امام بخاریؒ نقل کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ ان دس دنوں میں بازار کی طرف جاتے تو تکبیر کہتے اور لوگ بھی ان کے ساتھ تکبیر کہتے تھے۔ (صحیح بخاری)

ابن عمرؓ منیٰ میں اپنے خیمے میں تکبیرات کہتے تھے تو مسجد والے سن لیتے، پھر مسجد والے بھی تکبیریں کہتے اور بازار والے بھی چنانچہ منیٰ تکبیرات سے گونج اٹھتا۔ (صحیح بخاری) حاصل یہ کہ ان ایام میں مرد حضرات کو چاہیے کہ وہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے تکبیرات بلند آواز سے کہا کریں اور خواتین کو گھروں میں زیر لب تکبیرات کہنا چاہیے البتہ اگر گھر میں صرف محرم افراد یا بچے اور عورتیں ہوں تو عورتیں اتنی بلند آواز سے کہیں کہ سن کر دیگر افراد کو بھی تکبیر کہنا یاد آجائے۔

تسبیح و تہلیل و تمجید: ایسے کلمات جن میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان کا ان ایام میں کہنا اللہ کے ذکر کا ایک احسن انداز ہے گو اللہ کا ذکر کرنے پر عام ایام میں بھی اجر ملتا ہے اور یہ اللہ سے اپنے دل کو قریب تر کرنے کا اہم ذریعہ ہے

لیکن ذوالحجہ کے دس دنوں میں اللہ کا ذکر کرنے کی فضیلت اور اس پر اجر مزید بڑھ جاتا ہے۔لہٰذا ان ایام میں ہر قسم کے مسنون اوراد واذکار اور دعائیں کی جاسکتی ہیں۔

روزہ: ذوالحجہ کے نو دنوں میں سے عرفہ کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے۔رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا:''مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اس دن کا روزہ رکھنا گزشتہ سال اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔''(صحیح مسلم)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:(یُکفّر السَّنَة الماضية و الباقية)(صحیح مسلم)

بعض علماء کہتے ہیں: یوم عرفہ سے مراد وہ دن ہے جس روز حجاج عرفات میں قیام کرتے ہیں لہٰذا جو لوگ مکہ مکرمہ میں نہیں رہتے وہ بھی اسی دن روزہ رکھیں گے جو مکہ میں عرفہ کا دن ہوگا۔کیونکہ عرفہ مناسک حج کا حصہ ہے اور یہ مناسک صرف مکہ مکرمہ میں ہی ادا کئے جاتے ہیں۔جب کہ بعض علماء کا کہنا ہے کہ حدیث میں واضح نہیں ہے لہٰذا اپنے علاقے کے حساب سے ۹ ذوالحجہ کو روزہ رکھنا چاہیے،جس طرح عید اور رمضان وغیرہ میں اپنے علاقے کی رؤیت کا اعتبار کیا جاتا ہے۔عرفہ کا روزہ وہ رکھے گا جو (حالت احرام میں) نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تو عرفہ کے روز صحابہؓ کو یہ شک گزرا کہ شاید آپؐ کا روزہ ہے۔حقیقت معلوم کرنے کیلئے ام الفضلؓ نے دودھ کا پیالہ آپؐ کی خدمت میں پیش کیا جسے آپؐ نے پی لیا اور صحابہؓ یہ جان گئے کہ آپؐ کا روزہ نہیں ہے۔(دیکھئے صحیح بخاری، کتاب المناسک)

سنن ابی داؤد میں روایت ہے کہ آپؐ کی ایک زوجہ محترمہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کے نو، یوم عاشور، ہر ماہ میں تین دن اور ہر ماہ کے پہلے سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔(رقم الحدیث: ۲۴۳۷، کتاب الصیام)

مسند احمد میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چار کام نہیں چھوڑتے تھے۔عاشوراء کا روزہ، عشرہ ذوالحجہ کے روزے، ہر مہینے کے تین دن (ایام بیض) کے روزے اور فجر کی دو سنتیں۔(مسند احمد: ۶/ ۲۸۷)

ان تمام احادیث میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے، جب کہ اصل بات یہ ہے کہ جس نے جس طرح دیکھا، اس طرح بیان کر دیا۔صحابہؓ نے یوم عرفہ کا روزہ آپؐ کو رکھتے دیکھا ہوگا یا خود رکھا ہوگا تبھی تو اس کی فضیلت پوچھی جب کہ حجۃ الوداع پر یوم عرفہ کے روز آپؐ نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا۔تبھی تو دودھ نوش فرمالیا۔۹ ذوالحجہ تک کے ایام میں کئے گئے نیک اعمال کی فضیلت عام دنوں کی نسبت بڑھ جاتی ہے لہٰذا ان ایام کا روزہ نیک اعمال کے

زمرے میں شامل ہونے کی وجہ سے عام دنوں کی نسبت زیادہ اجر کا حامل ہے۔

یادرہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں جو حدیث مروی ہے اس کے علاوہ یوم عرفہ یا ذوالحجہ کے دوسرے دنوں میں کسی بھی دن روزہ رکھنے کی کوئی فضیلت، اجر یا بخشش وغیرہ کا ذکر نہیں کیا۔ عام کتابوں، ڈائجسٹوں اور اخباروں میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ سب من گھڑت ہے۔

نفل نماز: ثوبانؓ کہتے ہیں میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے: ''اللہ تعالیٰ کیلئے اپنے سجدوں کو لازم کرلو، بے شک جب تو سجدہ کرتا ہے تو اللہ سجدے کے ذریعے اپنی طرف تیرا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس (سجدے) کے ذریعے تیرا ایک گناہ مٹا دیتا ہے اور یہ سال کے ہر وقت میں ہوسکتا ہے۔ (صحیح مسلم) اس حدیث کی روشنی میں نفل نماز ادا کرنا نیک عمل ہے نیز یہ نیک عمل سال میں کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔

کیونکہ ذوالحجہ کے دس دنوں میں ہر نیک عمل کی فضیلت اور اجر عام دنوں کی نسبت بڑھ جاتا ہے لہٰذا جو شخص ان ایام میں نفل پڑھے گا اسے ان شاءاللہ اجر زیادہ ملے گا لیکن ان نفلوں کیلئے نہ تو کوئی وقت مقرر ہے، نہ ہی تعداد مقرر ہے، نہ ہی ان میں خاص سورتوں کا پڑھنا مقرر ہے، نہ ہی ان پر کسی اجر کا کوئی ذکر ہے، نہ بخشش اور مغفرت کا کوئی خصوصی ذکر ہے۔ اخبارات، رسائل، ٹی وی، ڈائجسٹ اور بہت سی بے سند کتابوں میں ذوالحجہ کے ایام میں اس قسم کے نفلوں اور نمازوں کے بے سروپا فضائل بیان کئے گئے ہیں، وہ سب غلط ہیں، ان پر یقین نہ کریں۔ نفل نماز کی رغبت کیلئے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ان نفل نمازوں کا اہتمام عام دنوں میں بھی کیا جائے جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔ مثلاً قیام اللیل، تہجد، چاشت، اشراق، اوّابین، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، نمازِ حاجت، نماز تسبیح وغیرہ۔

تلاوت قرآن مجید: قرآن مجید کی تلاوت کرنا بھی (باعث اجر) نیکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (سنن ترمذی) لہٰذا ذوالحجہ کے دس دنوں میں دوسرے نیک کاموں کی طرح تلاوت کرنے پر بھی عام دنوں کی نسبت زیادہ اجر ملے گا۔ ان شاءاللہ

صدقہ دینا: صدقہ دینا بھی نیکی کے کاموں میں سے ہے اور اس کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔ لہٰذا ذوالحجہ کے دس دنوں میں مساکین کی مدد کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا، سب پر عام دنوں کی نسبت زیادہ اجر ملے گا۔ ان شاءاللہ! ذوالحجہ کی دس، گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخوں میں قربانی کی جاتی ہے جو

اللہ کی بارگاہ میں ان ایام میں سب سے زیادہ محبوب صدقہ ہے اور ہر صاحب حیثیت پر فرض ہے۔

دیگر نیکیاں: والدین کی اطاعت، پڑوسی کا خیال رکھنا، دوسروں کو دین کی تعلیم دینا، نیک عمل کی ترغیب دینا، اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے پوری کرنا، مجبوروں اور مسکینوں کی مدد، زبان کی حفاظت یعنی جھوٹ، غیبت، جھگڑا، گالی گلوچ سے بچنا، روق حلال کی طلب اور اس میں مشقت اٹھانا، وعدہ پورا کرنا، دیانت وامانت سے کام لینا، جہاد کرنا، غرض تمام نیک کاموں پر ان شاء اللہ اجر عام دنوں سے بڑھ کر ملے گا۔

ذوالحجہ کے بعض دنوں کے مخصوص نام: ذوالحجہ کی فضیلت کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ اس کے اکثر دنوں میں مخصوص عبادات اور مناسک کی ادائیگی کی وجہ سے ان کے مخصوص نام بھی معروف و معلوم ہیں ۔ جو مندرجہ ذیل ہیں: مثلاً

عشرہ ذوالحجہ: ذوالج کے پہلے دس دنوں کا نام

یوم الاضحیٰ: قربانی کے پہلے دن کا نام یعنی ۱۰ ذوالحجہ

عیدالاضحیٰ: عید قرباں۔اسے ہمارے یہاں عید بقرہ بھی کہا جاتا ہے بقر یا بقرہ گائے کو کہتے ہیں غالباً مسلمانوں نے یہ نام اپنی عید کو ہندوؤں سے ممیز کرنے کیلئے اختیار کیا کیونکہ ہندو گائے کی پوجا کرتا ہے اور مسلمان گائے کو ذبح کرتے ہیں۔اس روز نماز عید کے بعد قربانی کی جاتی ہے۔

ایام معلومات: سورہ حج کی آیت ۲۸ میں یہ نام آیا ہے۔اس سے مراد ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ کا نام۔

ایام تشریق: ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ کا نام

یوم عرفہ: ۹ ذوالحجہ کا نام کیونکہ اس روز حجاج عرفات میں جمع ہوتے ہیں۔

یوم الحج الاکبر: یوم عرفہ کا ہی دوسرا نام

یوم النحر : ۱۰ ذوالحجہ کا نام، کیونکہ اس روز قربانی کے دنوں کا آغاز ہوتا ہے۔

یوم الترویہ: ۸ ذوالحجہ کا نام۔ اس روز حاجی منیٰ میں قیام کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے حج کی تفصیل میں اس کا نام آیا ہے۔

لیلۃ الحصبہ: ایام تشریق کے بعد کی رات یعنی ۱۴ ذوالحجہ کی رات۔ (دیکھئے سنن ابی داوٗد، کتاب الصیام: ۱۷۸۴)

خبر دار: صحیح احادیث کی روشنی میں جتنے فضائل اس مہینے کے متعلق آئے ہیں وہ سب اس مضمون میں لکھ دیئے ہیں اس کے علاوہ جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ سب بے سند اور من گھڑت ہے۔ اخبارات، رسائل، ڈائجسٹ اور ٹی وی پر بیٹھے حضرات ذوالحجہ کے فضائل میں بہت سی بے سند باتیں بیان کرتے ہیں ان پر نہ یقین کیا جائے، نہ ہی ان پر عمل کیا جائے۔

☆ ذوالحجہ کے نو دن تک ہر دن کے روزے کا ثواب ڈھیروں ڈھیر بیان کرنا۔

☆ حضور ﷺ کے زمانے میں ایک مُغنّی ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتا حضورؐ نے اس سے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے بھی حاجیوں کی دعاؤں میں شامل کر لے تو آپؐ نے اسے سو گھوڑے صدقہ کرنے، سو مسلمان غلام آزاد کرنے، یوم ترویہ کے روزے کے بدلے ایک ہزار اونٹ، ایک ہزار گھوڑے، ایک ہزار غلام آزاد کرنے کی بشارت دی۔ یہ سب سفید جھوٹ ہے رسول اللہ ﷺ کے دور میں کوئی مغنی نہیں تھا کیونکہ اسلام میں گانا بجانا سخت ترین گناہ ہے۔

☆ ذوالحجہ کی پہلی نو راتوں میں ہر رات کے نوافل کا طریقہ الگ الگ اور ان کے بے سروپا فضائل بتائے جاتے ہیں، یہ سب غلط اور من گھڑت ہیں۔

☆ نماز حقدار بھی بیان کی جاتی ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: مفلس وہ ہے جو کوئی نیکی لے کر آخرت میں نہیں آئے گا، لوگوں کے حقوق ادا نہیں کیئے ہوں گے۔ ایسے شخص کیلئے نماز حق داران پڑھے بغیر چارہ نہیں ورنہ اس کی نیکیاں وہ لوگ لے لیں گے جن کے حق اس نے ادا نہیں کیئے۔

یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی ذات پر بہت بڑا جھوٹ باندھا گیا ہے۔ آپؐ نے اس کا کوئی حکم نہیں دیا۔

☆ نزہۃ المجالس، غنیۃ الطالبین وغیرہ کتابوں میں اس طرح کی بے سروپا باتیں لکھی ہوئی ہیں۔

☆ آپؐ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بات باندھی وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ (صحیح مسلم، مقدمۃ الکتاب)

اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!